حافظ سیف اللہ خان

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان۔

ڈاکٹر محمد آصف

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان۔

مکاتیب اقبال بنام گرامی — ایک تنقیدی جائزہ

Hafiz Saifullah Khan

Scholar PhD Urdu, Bahuddine Zakariya University, Multan.

Dr. Muhammad Asif

Assistant Professor, Department of Urdu, Bahuddine Zakariya University, Multan.

A Critical Study of Iqbal's Letters to Girami

This compilation of letters between Maulana Ghulam Qadir Girami (the Addressee) and Allama Iqbal(the Addressor) is a splendid example of sincere and friendly relation between them. It reveals not only the personal life of both these great personalities but also their spiritual relation , character and morality, values and characteristics and intellectual capabilities of which we are still unaware such as Girami's biography, his disposition, easiness of his mood, education and training, Iqbal consultation of Persian poetry, his desire of different goals in haiderabad and its details, his marital life, love affair with his wife(iqbal begum), the story of his second marriage, Deewan Girami and Rubayiat-e- Girami. All these rare corners of Girami's personality are revealed to us through this compilation of letters.

Keywords: *Compilation of the letters of iqbal with Girami, valuable significance, importance, a researching, critical study.*

زیر جائزہ مجموعہ مکاتیب اقبال بنام گرامی کا تنقیدی جائزہ لینے سے قبل یہ ضروری ہے کہ مکتوب نگار (اقبال) اور مکتوب الیہ (مولانا غلام قادر گرامی) کے درمیان گہرے مراسم وروابط کے متعلق بیان کیا جائے گا بالخصوص مکتوب الیہ کی شخصیت کے حوالے سے واقفیت بہم پہنچائی جائے اور یہ بات اس لیئے بھی ناگزیر ہے کہ اقبال کے حالات زندگی اور فکر و فن پر تو بہت زیادہ لکھا جا چکا ہے۔ جو با آسانی ہماری دسترس میں بھی ہے مگر گرامی کے

متعلق بہت کم لکھا گیا ہے۔ دوسرا باوجود تلاش بسیار کے حاصل بھی نہیں ہوتا۔ تو اس لیے گرامی کا مختصر مگر جامع تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

فخر ایشیاء مقرب خاقان دکن ملک الشعرا مولانا غلام قادر گرامی ۱۸۵۶ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے (۱)
آپ کے والد بزرگوار کا نام شیخ سکندر بخش تھا ابتدائی تعلیم روایتی دینی علوم سے ہوئی پھر فارسی کی اعلیٰ تعلیم کیلئے اورینٹل کالج لاہور میں داخلہ لیا جہاں منشی عالم اور منشی فاضل کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی بعد ازاں وکالت کا امتحان بھی پاس کیا۔ مگر اس کو روزگار کا ذریعہ ہر گز نہ بنایا بلکہ گرامی نے معلمی کا پیشہ اختیار کیا جس کی ابتداء امرت سر کے ہائی سکول سے کی آپ فارسی کے ایک بہت مایہ ناز استاد تھے آپ قومی ترانے کے خالق ابو الاثر کا لقب پانے والے حفیظ جالندھری کے بھی استاد رہے۔ مگر اچانک محکمہ کے افسران کی کوئی بات ناگوار گزری تو اس عہدے سے سبکدوش ہو گئے۔

لدھیانہ کے انگریز پولیس افسر وار برٹن نہ صرف فارسی زبان سے محبت رکھتے تھے بلکہ مولانا گرامی کے بہت بڑے مداح بھی تھے۔ انہیں جب معلوم ہوا کہ مولانا نے اپنے معلمی پیشے سے استعفیٰ دے دیا ہے تو انہوں نے گرامی کو پولیس کی ملازمت کی پیش کش کی۔ تو مولانا نے اسے کچھ عرصہ کے لیے بطور سارجنٹ قبول کر لیا۔ پھر جلد ہی اس ملازمت سے بیزار ہو گئے۔ کسب معاش کے لیے انہوں نے متعدد شہروں کی خاک چھانی جن میں لاہور، پٹیالہ ،رام پور، مالیر کوٹلہ اور حیدر آباد دکن وغیرہ شامل ہیں۔ تقریبا چار سال تک لاہور میں نواب فتح علی خان قزلباش کے اتالیق بھی رہے۔

بعد ازاں حیدر آباد دکن کے نظام میر محبوب علی خان کے دربار سے وابستہ ہوئے اور ان کے بچوں کے معلم بھی رہے یہاں ان کی اس قدر پذیر رائی ہوئی کہ انہیں نہ صرف ملک الشعراء جیسے خطاب سے نوازا گیا بلکہ متعدد مرتبہ دربار سے انعام واکرام بھی عطا ہوا۔ ایک مرتبہ نظام دکن نے گرامی کی قادرالکلامی اور شاعرانہ صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں قریباً دو کلو خالص سونا بطور انعام شاہی خزانہ سے دیا اسی انعام واکرام کو لے کر گرامی اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جالندھر آئے اور ہوشیار پور کے ایک متمول گھرانہ کے شیخ قمر الدین کی بیٹی نوراں بھری سے شادی ہوئی یہی نوراں بھری ازدواجی زندگی سے منسلک ہونے کے بعد "اقبال بیگم" کہلائیں۔ جو اقبال کی مکتوب الیہ بھی رہیں۔ انہیں علامہ اقبال نے کم وبیش ۹ خطوط تحریر کیے تھے۔ گرامی کو اپنی بیوی سے اس قدر محبت وانس تھا۔ کہ اپنی بیوی کی خوش نودی کی خاطر جالندھر کو الوداع کہہ کر ہوشیار پور میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اگرچہ پوری زندگی اولاد جیسی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

لازوال نعمت سے محروم رہے۔اس لیے اکثر و بیشتر اوقات حسرت ومایوسی کی کیفیت میں اپنے آپ کو "نخل بے ثمر ہوں "[۲] کہتے تھے۔ چنانچہ "نالہ گرامی در حسرت جوانی" کے زیر عنوان سے ایک مثنوی بھی کہہ ڈالی جو دیوان گرامی میں بخوبی دیکھی جاسکتی ہے۔

آپ حیدرآباد دکن کے قیام کے زمانے ہی سے شوگر کے مریض تھے جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوا آپ ۷مئی ۱۹۲۷ء کو داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور ہوشیار پور کے مشہور قبرستان کندن شاہ بخاری میں مدفون ہیں۔[۳] آپ کہنہ مشق ادیب،بلند پایہ نقاد صوفی منش اور فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے آپ کی غزلوں، مثنویوں اور متفرق کلام پر مشتمل مجموعے کا نام "دیوان گرامی" ہے جبکہ رباعیات پر مشتمل مجموعے کا نام رباعیات گرامی ہے الغرض اللہ تعالیٰ نے گرامی کو بے انتہا خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

اقبال کے مولانا گرامی سے نہایت گہرے اور دیرینہ مراسم و تعلقات تھے اقبال اپنے فارسی کلام میں اسلوب اور اظہار و بیان کی باریکیوں کے حوالے سے نہ صرف مولانا گرامی سے مشورہ واعانت کے طالب ہوتے بلکہ ان کے مشورہ کو حد درجہ اہمیت بھی دیتے اس کی اہمیت کا اندازا اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ گرامی جب کبھی لاہور آتے تو اقبال کے ہاں ہی قیام کیا کرتے تھے پھر واپس جانے کا نام ہی نہ لیتے بیگم گرامی (اقبال بیگم) سو حیلے بہانوں سے انہیں واپس بلاتیں تو بمشکل ہی واپسی کا سفر باندھتے۔ فارسی غزل اور مثنوی کے بیان پر جو انہیں خاص قدرت حاصل تھی شاید ہی وہ کسی اور شاعر کو نصیب ہوئی ہو۔ اقبال کو گرامی کے ذوق شعر پر حد درجہ اعتماد تھا اقبال چونکہ کلام سخن کے ضمن میں ان سے ہی صلاح و مشورہ لیتے تھے تو اسی کے سبب اقبال اور گرامی کے درمیان خط و کتابت رہتی تھی۔ ۱۹۱۴ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کا جلسہ منعقد ہوا جس میں نواب ذوالفقار علی خان مولانا گرامی اور اقبال تینوں مدعو تھے اس موقع پر اقبال نے گرامی کا تعارف کرواتے ہوئے کہا" آج گرامی کو سن لو، کل فخر کروگے تم نے گرامی کو سنا ہے"[۴]

مولانا گرامی کے نام اقبال کے قیمتی خطوط کا ایک قیمتی ذخیرہ شیخ سردار محمد کے پاس محفوظ تھا غالباً اس زمانے میں بشیر احمد ڈار اقبال اکادمی لاہور کے ڈائریکٹر تھے تو انہوں نے مذکورہ خطوط کے حصول کے لئے حتی المقدور کوشش کی بقول ممتاز حسن" شیخ صاحب نے نہ صرف یہ خطوط مہیا کیے بلکہ گرامی کے چند جوابی خطوط کی نقلیں بھی فراہم کیں جو خود گرامی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں"[۵]۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اب بنیادی مسئلہ یہ درپیش تھا کہ کس طرح ان خطوط کی ترتیب و تدوین کر کے انہیں کتابی صورت میں لا کر منظر عام پر لایا جائے۔ اور یہ احسن فریضہ کون سر انجام دے گا۔ اور اس راہ میں کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مرتب کا منصوبہ کیا ہو گا اور کتنا بوجھ کتنے عرصے تک انہیں تنہا جھیلنا پڑے گا۔ ظاہری بات ہے ایسا کام وہی کر سکتا ہے جو نہ صرف عالم ہو بلکہ ماہر اقبال شناس بھی ہو۔ اور فارسی زبان و ادب پر بھی گہری بصیرت رکھتا ہو اور ترتیب و تدوین کے مراحل سے بھی مکمل واقفیت رکھتا ہو چنانچہ اقبال اکادمی نے کافی غور و خوض کے بعد یہ کام محمد عبد اللہ قریشی کے سپرد کیا۔ جیسا کہ قریشی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ

"مکاتیب اقبال کا یہ مجموعہ اب سے بہت پہلے شائع ہو جانا چاہیئے تھا مگر ان کی ترتیب و تسوید میں تاخیر ہو گئی آخر قرعہ فال میرے نام پڑا۔"(۶)

محمد عبد اللہ قریشی نے گرامی کے نام یہ نوے خطوط زمانی تسلسل سے ترتیب و تدوین کر کے ان پر ایک سیر حاصل تحقیقی و تنقیدی مقدمہ بھی تحریر کیا۔ یہ مجموعہ ممتاز حسن کے پیش لفظ اور جناب غلام رسول مہر کے تعارف کے ساتھ ۱۹۴۹ء میں پہلی مرتبہ طبع ہوا ہے البتہ یہاں یہ بات باور کرانا ضروری ہے کہ قریشی صاحب نے خطوط کی تدوینی روایت کا یہ طرز نگارش شروع کیا تو بعد کے کچھ مرتبین و مدونین نے بھی اسی طریقہ و تدوین کی نہ صرف پیروی کی بلکہ اسے اختیار بھی لیا۔ جبکہ ۱۹۷۶ء کا مجموعہ خطوط اقبال مرتب رفیع الدین ہاشمی اس کی بہترین مثال ہے گویا قریشی صاحب کی تحقیق و تدوین نے بعد کے مرتبین کو متاثر کیا اور یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ زیر مطالعہ مجموعہ مکاتیب اقبال بنام گرامی کا جائزہ لینے سے قبل راقم کے خیال میں ضروری ہے کہ مجموعہ ہائے مکاتیب اقبال کہ جو جو مجموعے اب تک شائع ہو کر منظر عام پر آ چکے ہیں ان کے متعلق ایک سرسری روایت بیان کی جائے۔

علامہ اقبال کی عظمت اور شہرت کا سارا انحصار ان کی شاعری ہی پر ہے۔ فی الواقع اقبال اردو شاعری کی آبرو ہیں ہم ان کی شاعری کے حوالے سے ہی انہیں ایک عظیم مفکر، فلاسفر، مصلح اور شاعر مانتے ہیں لیکن ان کی شخصیت اور فکر و فن کو سمجھنے کے لئے ان کی اسی شاعری سے کہیں زیادہ ان کے نثری سرمائے، مقالات، خطبات، بیانات، تقاریر، مضامین اور بالخصوص مکاتیب کا مطالعہ ضروری و ناگزیر ہے کیونکہ اقبال کی ذاتی شخصیت کے مطالعے اور ان کے شعر و فلسفے کی تفہیم کے لئے یہ ماخذ نہ صرف اہم ہیں بلکہ کلیدی حیثیت کے حامل ہیں۔

اقبال کی ہمہ گیری شخصیت کے سبب ان کے ہر پہلو پر بہت کچھ لکھا گیا لیکن اقبالیاتی ادب میں بہت سی جہتیں ابھی ایسی بھی ہیں جن پر تاہنوز یہ لکھنے کی کافی حد تک گنجائش ہے۔ خاص طور پر مجموعہ ہائے مکاتیب اقبال کی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

تدوینی روایت، تحقیقی و تنقیدی جائزہ کے ضمن وغیرہ میں تاہم ان کے شعری و نثری سرمایہ حیات کے ساتھ ساتھ کچھ حد تک ان کے خطوط کی ترتیب و تدوین، تحقیقی و تنقیدی جائزہ اور اشاعت کا کام بھی علمی و ادبی موضوعات کا خاصہ رہا ہے۔ مکاتیب اقبال کی طباعت کا آغاز تو حیات اقبال ہی میں ہو گیا تھا جب خواجہ حسن نظامی نے اپنی تصنیف "اتالیق خطوط نویسی" میں اقبال کے دس پندرہ خطوط شائع کر کے روایت قائم کر دی۔ یہ کتاب غالباً ۱۹۱۶ء میں چھپی تھی۔ اس کے بعد سے گویا یہ سلسلہ شروع ہو گیا بعد ازاں حتیٰ کہ اقبال کی ممانعت کے باوجود بھی یہ سلسلہ رک نہ سکا۔

چنانچہ ڈاکٹر محی الدین قادری زور اولیت کا شرف حاصل کرنے والے پہلے مرتب ہیں جنہوں نے علامہ اقبال اور مہاراجہ کشن پرشاد کے مابین خط و کتابت پر مشتمل "شاد اقبال" کے عنوان سے مجموعہ مرتب کر کے پہلے باقاعدہ مستقل مجموعہ مکاتیب اقبال کی داغ بیل ڈالی، اس کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی کے معاشیات کے پروفیسر شیخ عطاء اللہ نے اقبالنامہ (جلد اول و دوم) مرتب کر کے مزید آگے بڑھایا حالانکہ عمر میں فرق اور فاصلے کی وجہ سے دونوں کے باہمی مراسم تو اس قدر استوار نہ تھے مگر اقبال کی شخصیت سے گہری عقیدت اور اسلام اور عشق رسول سے قلبی عقیدت کی بنا پر یہ مجموعہ مرتب کیا جو ابھی بھی منفرد حیثیت سے اپنی اہمیت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ بعد ازاں اقبالیاتی اداروں (بزم اقبال لاہور، اقبال اکادمی لاہور، اقبال اکادمی دہلی اور بالخصوص اقبال اکادمی کراچی) نے بھی اس ضمن میں اجتماعی طور پر جو گراں قدر خدمات سر انجام دی ہیں مثلاً مکاتیب اقبال بنام خان نیاز الدین خان ،وہ بھی قابل تحسین ہے۔ صف اول کے اقبال شناس اقبال کے دانائے راز افکار اقبال کی تشریح و توضیح کے لئے مترجم کا کردار ادا کرنے والے سید نذیر نیازی اقبال سے ذاتی عقیدت محبت کی بنا پر اپنے نام لکھے گئے خطوط کو نہ صرف سنبھال کر محفوظ رکھا بلکہ مکاتیب اقبال بنام سید نذیر نیازی کے عنوان سے شائع بھی کیا۔

بشیر احمد ڈار بھی اس میدان میں پیچھے نہیں رہے انہوں نے نہ صرف اقبال کے اردو مجموعہ انوار اقبال بلکہ دو اہم انگریزی مجموعے Writtings of Iqbal اور Letters of Iqbal کو مرتب کر کے محبان اقبال کے روپ میں منظر عام پر آئے۔ چنانچہ ضخامت کے اعتبار سے اردو اور انگریزی کے بڑے مجموعے شمار ہوتے ہیں۔ یہ اقبال سے ان کی گہری محبت و عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ تاہم اس سلسلے میں صف اول کے محقق محمد عبداللہ قریشی کو خاص شرف حاصل ہے کہ انہوں نے اقبال بنام شاد اور مکتوبات اقبال بنام مولانا گرامی کے ساتھ ساتھ ۲۳۲۱

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

خطوط کے منتخب اقتباسات پر مشتمل خلاصہ تاریخی تسلسل سے مرتب کرکے "روح مکاتیب اقبال" کے عنوان سے اہم مجموعہ طبع کرکے منصہ شہود پر لائے۔

اقبالیاتی ادب کے فکر وفن پر سینکڑوں کتب تصنیف و تالیف کرنے والے ماہر اقبال شناس رفیع الدین ہاشمی نے علامہ اقبال کے ۱۱۱ غیر مدون مکاتیب مع حواشی و تعلیقات پر مشتمل "خطوط اقبال" کے عنوان سے مجموعہ مرتب کرکے دقیع خدمت سرانجام دی ہے۔ آج مکاتیب اقبال پر مشتمل ۲۱ کے قریب چھوٹے بڑے مطبوعہ، مجموعے منظر عام پر ہیں اور ان مجموعوں میں اقبال کے مدون، غیر مدون خطوط کے علاوہ متعدد مطبوعہ و غیر مطبوعہ خطوط بھی ملتے ہیں لیکن رفیع الدین ہاشمی کے مطابق بحیثیت مجموعی تحقیقی زاویے سے اگر مجموعہ ہائے مکاتیب اقبال پر طائرانہ نظر ڈالیں تو یہ مجموعے کسی منظم و مربوط اصول سے خالی ہیں۔ اکثر و بیشتر مجموعوں کے خطوط کا متن ناقص ہے، ان کے ترتیب و تدوین کے ضمن میں کسی اصول کی تقلید نہیں کی گئی بلکہ ہر مرتب نے اپنی اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق جس طرح مناسب سمجھا، خطوط کو ترتیب دے کر چھاپ دیا۔

اگرچہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار جیسے ماہرین اقبال شناس نے اپنی اپنی تصنیفات و تالیفات میں متعدد بار ان نقاط کی طرف نشاندہی کی اس کے باوجود بھی مرتبین و مدونین نے بے احتیاطی و بے پرواہی برتی جس کی وجہ مجموعہ ہائے مکاتیب اقبال آج بھی از سر نو مرتب و مدون کئے جانے کا متقاضی ہیں البتہ کچھ حد تک مکاتیب اقبال کی ترتیب و تدوین کے ضمن میں پیش کی جانے والی معروضات و سفارشات کو عملی جامہ پہنانے میں بھارتی آئی سی ایس آفیسر سید مظفر حسین برنی نے اہم کردار ادا کیا ہے انہوں نے مکاتیب اقبال کو از سرنو جدید بنیادوں پر نسبتاً قدرے بہتر طریقے سے کلیات مکاتیب اقبال کی صورت میں مرتب کیا۔ یہ کلیات اردو اکادمی دہلی کے تعاون سے چار جلدوں میں بالترتیب ۱۹۸۹ء، ۱۹۹۱ء، ۱۹۹۲ء، ۱۹۹۸ء میں پہلی بار طبع ہوئے البتہ کلیات کی جلد اول کے مقدمے میں برنی صاحب نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ انگریزی خطوط پر مشتمل الگ سے پانچویں جلد شائع ہوگی لیکن وہ شائع نہ ہوسکی۔

یہ مجموعہ مکاتیب اقبال بنام گرامی کل ۲۴۹ صفحات پر محیط ہے تاہم پہلے ۱۶ صفحات (سرورق فہرست مندرجات پیش لفظ از ممتاز حسین پر نمبر شمار کی بجائے حروف تہجی ب'ح'ژ'ظ'ل'دج'ص ۱ تا ۲ عرض حال از عبد اللہ قریشی صاحب ص ۳ تا ۹ تمہید و تعارف از حباب غلام رسول مہر۔ (اس میں نہ صرف گرامی کی شخصیت بلکہ گرامی سے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

تعلقات پر بحث ہے) ص ۱۱ تا ۱۷ ایک طویل ترین مقدمہ ہے یہ مقدمہ تحقیقی اور تنقیدی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے مقدمہ نگار نے مختلف وسائل سے نہ صرف معلومات جمع کیں بلکہ اسے نہایت جامع اور معلومات افزا بنا دیا ہے۔ مثلا مجموعہ ہائے مکاتیب اقبال کی مرتب و مدون روایت، مذکورہ مجموعہ کی اہمیت وافادیت، گرامی کے مفصل حالات زندگی، تعلیم وتربیت، ملازمت، دربار دکن میں بازیابی، گرامی کا پیش رو، حیدر آباد کا قیام شادی اور متاہل زندگی، دکن سے واپسی، بزم گرامی، اقبال سے اخلاص و محبت، شکوہ و شکایت، مرض الموت، وفات، شخصیت و کردار، حافظے کے کرشمے مذہب اور عقیدہ، کلام کی جمع وترتیب، راہ فردا، محاسن کلام، خطوط کی اہمیت، خطوط کی تعداد، خطوط کی نوعیت، اشعار کی باریکیوں پر بحث لطیف چھیڑ چھاڑ، اقبال کے عزائم، اسلوب نگارش، خبریں اور یادیں کے زیر عنوان بہت سی تحقیقی باتیں تحریر کی ہوئی ہیں۔ اس مقدمے سے گرامی اور اقبال کی شخصیت ہمارے سامنے مکمل طور پر آشکار ہو جاتی ہے۔

مقدمہ کے بعد اصل خطوط کے متون شروع ہوتے ہیں جو کہ صفحہ ۹۱ تا ۲۴۲ پر مشتمل ہیں۔ جو زمانی تسلسل سے تحریر کیے گئے ہیں، ان کی ترتیب و تدوین میں تاریخ وسن کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔ البتہ ایک ہی مکتوب الیہ کے نام لکھے گئے تمام خطوط کو اکٹھے ہی درج کیا گیا ہے۔ یہ کل ۹۰ خطوط ہیں ان کا زمانہ تحریر ۱۹۱۰ء تا ۱۹۲۷ء تک کا ہے۔ محمد عبد اللہ قریشی نے "عرض حال کے زیر عنوان اصل کام" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

> "اصل کام یہ ہے کہ ان خطوں کو سیاق و سباق اور پیش منظر و پس منظر کے ساتھ ایسے طریقے سے قاری کے سامنے لایا جائے کہ کوئی ضروری امر اس سے مخفی نہ رہے اگر خط میں کسی واقعہ کا ذکر ہے تو یہ واقعہ پڑھنے والے کو معلوم ہو جائے اگر کسی شخصیت کا نام آ گیا ہے تو اس شخصیت سے واقفیت بہم پہنچائی جائے اور اگر کوئی اشارہ مبہم ہے تو اسے واضح کر دیا جائے یہ کام ذرا مشکل تھا لیکن خدا نے آسان کر دیا"(۷)

اقبال اور مولانا گرامی کے مابین خط و کتابت کا دور قریباً سولہ، سترہ برس پر پھیلا ہوا ہے مگر زیادہ تر خطوط ۱۹۱۷ء اور ۱۹۲۲ء میں تحریر کیئے گئے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ۱۹۱۷ء کے زمانے میں اقبال اپنا دوسرا فارسی شعری مجموعہ (مثنوی) رموز بے خودی لکھنے میں مصروف تھے اس لیے یقیناً انہیں بار بار انتقاد و مشورہ کرنے کی ضرورت پیش

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

آتی تھی جبکہ ۱۹۲۲ء میں اقبال اپنا فارسی کے شعری مجموعہ کلام "پیام شرق" کو ترتیب دے رہے تھے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۹۱۰ء = ایک خط، ۱۹۱۲ء = دو خط، ۱۹۱۳ء = کوئی نہیں خط، ۱۹۱۴ء = ایک خط، ۱۹۱۵ء = تین خط، ۱۹۱۶ء = ایک خط ۱۹۱۷ء = پچیس خط، ۱۹۱۸ء = پانچ خط، ۱۹۱۹ء = دو خط، ۱۹۲۰ء = چار خط، ۱۹۲۱ء = آٹھ خط، ۱۹۲۲ء = انیس خط ۱۹۲۳ء = سات خط، ۱۹۲۴ء = دو خط، ۱۹۲۵ء = کوئی نہیں خط، ۱۹۲۶ء = ایک خط ۱۹۲۷ء = دو خط، اور بلا تاریخ = سات

گویا سات خطوط ایسے ہیں جن پر اقبال نے کوئی تاریخ درج نہیں کی لیکن عبد اللہ قریشی نے عبارت کے سیاق وسباق سے ان کی محررہ تاریخیں متعین کرنے کی کوشش کی ہیں جن میں سے اکثر درست معلوم ہوتی ہیں البتہ چند خطوط کی تواریخ پر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی معترض ہیں وہ لکھتے ہیں کہ "مکتوب نمبر ۲ پر تاریخ درج نہیں کی لیکن فاضل مرتب نے اس خط کو ۱۹۱۰ء اور ۱۹۲۱ء کے درمیان کا قرار دیا ہے درحقیقت یہ آغاز ۱۹۱۲ء کا ہے اسی طرح مکتوب نمبر ۷۰ کا آغاز "لاہور ۲۴ اپریل ۱۹۲۲ء سے ہوتا ہے حالانکہ مدن سے ظاہر ہے کہ یہ خط لدھیان سے ۱۹۲۳ء میں لکھا گیا"(۸)

> مولانا گرامی کے نام اقبال کا پہلا دستیاب خط ۱۱ مارچ ۱۹۱۰ء کا ہے جس میں اقبال تحریر کرتے ہیں کہ
> "خط لکھتے ہوئے کئی دن گزر گئے حیدری صاحب کے متعلق استفسار کیا تھا۔ جواب ندارد دو خطوں کے جواب آپ کے ذمے ہیں"۔(۹)

مرقومہ بالا اقتباس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً یہ گرامی کے نام اقبال کا پہلا خط ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے پہلے بھی اقبال نے مولانا گرامی کو یقیناً خطوط تحریر کیئے ہوں گے۔ جو ظالم سماج کے ہاتھوں تلف ہو کر محفوظ نہ رہ سکے۔ اگرچہ چند خطوط جن کو مولانا گرامی نے سنبھال کر رکھا۔ اس کے متعلق محمد عبد اللہ قریشی لکھتے ہیں کہ

> "جو خط بچ رہے ہیں انہیں گرامی نے حرز جاں بنا کر ساری عمر اپنے سینے سے لگائے رکھا اس سنبھال اور احتیاط کی حد یہ ہے کہ ان میں ایک خط ایسا بھی محفوظ رہ گیا جسکی نسبت اقبال نے لکھا تھا اسے پڑھ کر چاک کر دیا جائے۔(۱۰)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

لیکن سب سے زیادہ پریشان کن اور چونکا دینے والی بات یہ ہے کہ مز کررہ خط کا حوالہ کہیں نہیں دیا۔ کیا انھوں نے خود یہ خط دیکھا تھا یا نہیں اور نہ ہی مجموعے میں موجود کوئی ایسا خط درج ہے جس کے ضمن میں اقبال نے ایسی رائے دی ہو۔

مدیر شہاب حیدر آباد دکن کو گرامی کے نام اقبال کا ایک خط محررہ ۱۱ مارچ ۱۹۱۰ء کا لکھا ہوا بسکٹ فروش کی دکان سے پڑیا کی صورت میں ملا اور ایک آدھ مرتب نے میاں عبدالمجید ایڈیٹر "پاکستان ریویو" فیروز سنز لاہور کے پاس دیکھا

اس سے قیاس کرنا مشکل نہیں کہ یقیناً اقبال کے سینکڑوں خطوط مکتوب الیہم کی بے توجہی یا بعض دیگر وجوہ سے ضائع ہو چکے۔ نیز مکاتیب اقبال کی صحیح تعداد کا تعین اس لیے بھی مشکل ہے کہ متعدد مطبوعہ خطوط پرانے اخبارات اور رسائل کے فائلوں میں دب کر گویا معدوم ہو گئے یا ابھی تک کسی کے ہاتھ نہیں لگے۔ لیکن مکاتیب کی دریافت کا سلسلہ تاحال نہ صرف زوروشور سے ہے بلکہ جاری وساری بھی رہے گا۔

زیر مطالہ مجموعہ کے خطوط کے متون کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کے گرامی کے نام خطوط، علمی وفکری مباحث کا خزینہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان دونوں نابغۂ روزگار شخصیت کے درمیان عالمانہ ومخلصانہ تعلقات کی یادگار بھی ہیں یہ ایک عظیم شخصیت کے نام عظیم تر شاعر کے خطوط ہیں جن سے خطوط کی اہمیت ہر دوچند ہو جاتی ہے بقول غلام رسول مہر۔

> "مولانا گرامی کے نام "مکاتیب اقبال" کا یہ مجموعہ اس اعتبار سے تو بیش بہا نعمت ہے ہی کہ یہ اقبال کی تحریرات ہیں جن کا ایک ایک حرف چشم بصیرت کے لیئے کحل الجواہر ہے۔ لیکن ان کی بیش بہائی کا ایک خاص پہلو بھی ہے یعنی یہ مکاتب اس خوش زوق وخوش فکر شاعر کے نام ہے۔ جو اپنے دور میں کلاسیکی فارسی شاعری کے کامل الفن اداشناسوں سے بلند مرتبے پر فائز تھا "(۱۱)

ان خطوط کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال گرامی کی فارسی شاعری کو بہت حد تک سراہتے تھے اور انھیں عرفی ونظیری کے بعد فارسی شاعری کا بڑا شاعر بھی سمجھتے تھے اور اپنے اشعار پر گرامی کی گراں قدر تنقید کو پسند کرتے تھے نیز اپنے اشعار اور غزلیات انہیں ارسال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"مہربانی کر کے غزل کے تمام اشعار پر اعتراض لکھیے- تاکہ میں پورے طور پر مستفید ھو سکوں- آپ نے صرف ایک شعر کی تعریف کر دی اور باقی اشعار چھوٹ گئے- میں چاہتا ہوں ان پر اعتراض کیجئے- آپ کے کسی شعر میں اگر کوئی مجھے بات کھٹکے تو میں بلا تکلف عرض کر دیا کرتا ہوں- "(۱۲)

اقبال کے گرامی کے نام خطوط نہ صرف بزرگ شخصیات کے علمی اور ادبی ذوق وشوق کا نمونہ ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فکری و ذہنی استغراق کے آئینہ دار بھی ہیں۔ خطوط کے بیشتر مقامات پر فارسی کے اشعار اور مصرے درج ہیں۔ تو جواباً گرامی صاحب مصروں کے بدلنے کا مشورہ دیتے یا ان میں الفاظ کی ترمیم و تنسیخ کرتے جسے کبھی تو اقبال قبول کر لیتے اور کبھی نہیں بھی- مثلاً ایک ترمیم کو منسوخ کرتے ہیں- "داد دیتا ہوں مگر داد نہیں دے سکتا۔ اسلئے اقبال نے گرامی کے مشورے پر شعر کا مصرع بدل ڈالا جسے قریشی صاحب نے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۸ پر درج کیا ہے۔ اسی طرح اردو کے پہلے مجموعہ کلام بانگ درا کے صفحہ نمبر ۲۹۴، ۲۹۵ پر ایک غزل ہے جس کا مطلع بہت خوبصورت ہے- اس غزل میں ایک شعر ہے۔

سعی پیہم ہے ترازوئے کم و کیف حیات
تیری میزاں ہے شمار سحر و شام ابھی

مولانا گرامی نے اس شعر کے دوسرے مصرع میں شمار سحر و شام کی جگہ "رہین سحر و شام تجویز کیا مگر اقبال نے اس ترمیم کو قبول نہ کیا بلکہ گرامی کو لکھا-

"میرا مقصود اس شعر سے یہ ہے کہ سحر و شام کی تعداد کے مجموعے کا نام نہیں- بلکہ اس کا معیار سعی پیہم ہے اس کو دنوں کے ترازو میں نہ تولنا چاہیے جیسا کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں- جب کوئی پوچھے فلاں آدمی کی عمر کتنی ہے؟ تو جواب ملتا ہے اتنے سال یا اتنے مہینے- یہ جواب صحیح نہیں ہے- کیونکہ یہ جواب ایام یعنی سحر و شام کا نتیجہ ہیں۔(۱۳)

اقبال کے گرامی کے نام خطوط سے اقبال کے متعدد نظریات وافکار کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے جیسا کہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ میرا مقصد کچھ شاعری نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں میں وہ احساس ملیہ پیدا ہو جو قرون اولی کے مسلمانوں کا خاصہ تھا- اس قسم کے اشعار لکھنے سے غرض میری یہ عبادت ہے نہ کہ شہرت کیا عجب کہ نبی کریمؐ کو میری یہ کوشش پسند آجائے اور ان کا استحسان میرے لیے ذریعہ نجات ہو۔(۱۴)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ایک اور دوسری جگہ لکھتے ہیں

"جہاں اچھا شعر دیکھو سمجھ لو کوئی نہ کوئی مسیح مصلوب پیدا ہوا ہے" ۔[۱۵]

بعض مرتبہ گرامی بھی اقبال کے نام خطوط میں اپنے اشعار لکھ کر بھیجا کرتے جس پر اقبال انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے دل کھول کر داد دیتے جیسا کہ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ اور غزل سبحان اللہ! آپ تو اس ولایت کے تاجدار ہیں۔ زدیدہ تادر دل ذرہ ذرہ------- الخ

بحان اللہ! کیا بات پیدا کی ہے حافظ کی روح گرامی کو داد دیتی ہو گی تمام غزل مرصع ہے جزاک اللہ[۱۶]

اسی طرح کا ایک اور خط ملاحظہ فرمایئے

"والا نامہ مل گیا ہے غزل کیا ہے دفتر معرفت ہے یہ غزل کئی دفعہ آپ سے سن کر مزے لے چکا ہوں آج قند مکرر کا مزہ دے گی"[۱۷]

گرامی عمر کے لحاظ سے اقبال کے بزرگ تھے اگرچہ عمر میں اس قدر اختلاف ہونے کے باوجود دونوں کے ما بین ایک طرف اگر قلبی عقیدت تھی تو دوسری طرف گہری بے تکلفی کی فضا بھی اسی چمک دمک سے بر قرار تھی۔ جیسا کہ اقبال کے بنام گرامی کے جتنے بھی خطوط درج ہیں۔ ان کے القابات وآداب سے بھی اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں کس قدر تنوع اور رنگارنگی ملتی ہے اتنا کسی اور مکتوب الیہ کو حاصل نہیں۔

مکتوب الیہ آداب والقاب

مولانا غلام قادر گرامی جناب بابائے گرامی سلمہ، مخدومی جناب، مولانا گرامی صاحب، ڈیئر مولانا گرامی، بابا گرامی شاعر، خاص

حضور نظام، جناب مولانا گرامی، جناب مولانا گرامی مدظلہ العالی، ڈیئر گرامی، جناب مولانا گرامی، حضرت

گرامی اور مخدومی مولانا وغیرہ۔

اقبال کے گرامی کے نام خطوط کی بہت سی خوبیوں میں ایک نمایاں خوبی شگفتگی وشرارت بھی ہے۔ جو دیگر مکتوب الیہ کے خطوط میں کم دیکھنے کو ملتی ہے۔ اقبال کے بعض خطوط میں ہلکی پھلکی ظرافت کا رنگ بھی پایا جاتا ہے۔ جو عام طور پر بے تکلفانہ دوستی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ مولانا گرامی کو سونے کی بہت زیادہ عادت تھی۔ چنانچہ اقبال نے چھیڑ چھاڑ کے لئے مولانا گرامی کو لکھا۔

"آپ کا تخلص گرامی کی جگہ نومی ہونا چاہیئے کیونکہ آپ سوتے بہت ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ راون لنکا کے بادشاہ کی طرح آپ چھ ماہ سوتے ہیں اور چھ ماہ جاگتے ہیں۔"(۱۸)

بے تکلفی کا ایک دوسرا انداز پر بھی ذرا غور فرمایئے۔

"آپ کہاں ہیں؟ حیدر آباد میں یا عدم آباد میں؟ اگر عدم آباد میں ہیں تو مجھے مطلع کیجئے کہ میں آپکو تعزیت نامہ لکھوں"۔(۱۹)

"بندہ خدا کبھی کبھی اپنی خیریت سے تو مطلع کر دیا کرو۔بوڑھے ہو کر جوانان رعنا کی ناز فرمائیاں چہ معنی دارد"(۲۰)

اقبال کے ان خطوط میں بے تکلفی اور سادگی اپنی جگہ تاہم اقبال مولانا گرامی سے بہت عقیدت بھی رکھتے تھے ۔وہ متعدد خطوط میں مولانا سے اپنی محبت اور احترام کا اظہار کرتے ہیں۔

ایک خط میں تحریر کرتے ہیں کہ

"گرامی سے پنجاب کے لوگوں کو محبت ہے بلکہ بعض لوگ جن میں میں خود بھی شامل ہوں ان کو ولی مانتے ہیں"۔(۲۱)

اسی طرح ایک اور خط میں رقمطراز ہیں کہ اگر کوئی شخص دنیا میں ایسا موجود ہے جس کو گرامی کی نیت اور نیک نفسی میں شبہ ہے تو وہ اقبال کے نزدیک کافر ہے۔

"میں تو آپ کو ولی سمجھتا ہوں آپ کس خیال میں ہیں"۔(۲۲)

مجموعہ مکاتیب اقبال بنام گرامی کے موجود مکاتیب میں بمشکل ہی کوئی ایسا خط ملے گا جس میں اقبال نے مولانا کو لاہور آنے کیلئے تاکید نہ کی ہو۔ اقبال اپنے ہر خط میں لاہور آنے اور ملاقات کرنے پر اصرار کرتے ہوے نظر آتے ہیں۔جیسا کہ ایک خط میں اپنے جذبات کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں۔

''آپ کا بہت انتظار رہا افسوس آپ نہ آئے پر نہ آئے،،۔(۲۳)

زیر جائزہ مجموعہ مکاتیب اقبال بنام مولانا گرامی کی سب سے بڑی خوبی ہر خط کے اختتام پر تعلیقات کا ہونا بھی ہے۔اس میں خط سے متعلق توضیح طلب امور پر مختصر اور طویل شذرات بھی درج کیے گئے ہیں اور انکو حتی الامکان مختصر مگر جامع بنانے کی کوششیں کی گئی ہیں جو قریشی صاحب کی محنت شاقہ کا بے مثال نمونہ ہیں۔ہر چند ان کیلئے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

انہیں متعدد کتب کا بنظر غیر مطالعہ کرنا پڑا لیکن یہ تعلیقات بے حد مفید اور معنی خیز ہیں اس کے متعلق علی حیدر' رائے لکھتے ہیں کہ

"تعلیقات نے کتاب کی افادیت میں بے پناہ اضافہ کیا"۔ (۲۴)

اسی طرح مزید بر آں قریشی صاحب کی گراں قدر تعلیقات کو سراتے ہوئے غلام رسول مہر لکھتے ہیں

"ان میں جن جن افراد و قائع کا ذکر اشارتاً آیا ہے۔ قریشی صاحب نے ان کے متعلق ضروری تفصیل اس حد تک مہیا کر دی کہ حرف مطلب کے ذہن نشین کر لینے میں خواندان کرام کو سہولت رہے اور کوئی دقت پیش نہ آئے ہر تشریح کے لیے مستند حوالے دیئے۔ (۲۵)

یہ تعلیقات اس مجموعے کی اہمیت و انفرادیت کا ایک منہ بولتا ثبوت ہیں۔ کیونکہ دیگر مجموعہ ہائے مکاتیب اقبال میں بجز مکتوبات اقبال بنام سید نذیر نیازی اور خطوط اقبال مرتبہ رفیع الدین ہاشمی کے' کسی بھی مجموعہ میں اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا۔ محض خطوط کو جمع کر کے مرتب و مدون کر دیا گیا تعلیقات نہیں دیئے گئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج ہمیں متعدد مقامات کو سمجھنے میں الجھن پیش آتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حواشی اور تعلیقات کی اہمیت اور قدر و قیمت میں اضافہ ہو جائے گا پھر یہ کام آج جتنا آسان ہے شاید چند برسوں کے بعد اس قدر سہل نہ رہے بلکہ ممکن ہے کہ بہت سی معلومات ہماری دسترس میں ہی نہ رہیں۔

اگر خطوط میں تعلیقات کے ساتھ ساتھ تدوین متن کے دیگر امور کا تردد بھی کیا جاتا تو یقیناً مجموعہ ھذا کی قدر و قیمت کہیں زیادہ بڑھ جاتی۔

پہلا امر نقل متون کا ہے تدوین مکاتیب میں جو سب سے زیادہ اہم اور ضروری امر ہے یعنی تدوین کتابت میں درست متن کی اہمیت کلیدی ہے مگر بدقسمتی سے مجموعہ ہائے مکاتیب اقبال کا کوئی مجموعہ بھی اس خامی سے خالی نہیں ہے زیر جائزہ مجموعے میں بھی عدم احتیاطی کی وجہ سے متن خوانی اور نقل نویسی میں بہت سی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں

دوسرا اہم امر املائی تغیرات کے مسائل کا بھی ہے جو تقریباً سبھی مجموعوں میں یکساں موجود ہیں۔ زیر جائزہ مجموعے میں رائج املا کو ہی اختیار کیا گیا ہے اقبال کے املا کی پیروی کم ہی کی گئی ہے۔ اقبال اپنے

نام کے جزو "محمد" پر "ﷺ" کی علامت بالخصوص لکھتے تھے لیکن نقل متن کے عمل میں اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا۔

تیسرا امر تاریخ تحریر کرنے کا ہے اقبال تاریخ لکھتے وقت ہمیشہ "سن" کی علامت کا بھی خیال رکھتے تھے تاہم زیر جائزہ مجموعے میں اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا۔

چوتھا امر عکسی نقول کا ہے جو تدوین متن میں کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔ کچھ مجموعوں میں عکسی نقول کی شمولیت کا اہتمام کیا گیا ہے "اخلاق نامے" مرتبہ ڈاکٹر اخلاق اثر، دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۰ء "مکاتیب اقبال بنام چوہدری محمد حسین" مرتبہ ثاقب نفیس اور "اقبال اور عبدالحق" مرتبہ ڈاکٹر ممتاز حسن جبکہ بشمول مجموعہ ھذا کے زیادہ تر مجموعوں میں عکسی نقول فراہم نہیں کی گئی ہیں

پانچواں مسلئہ خطوط میں حواشی وماخذات کی کمی کا ہے جو بری طرح کھٹکتی ہیں خطوط کے ماخذات کی نشاندہی بھی تدوین مکاتیب کا اہم حصہ ہے تاہم اس حوالے سے بھی مجموعہ ہائے مکاتیب اقبال کے مطبوعہ مجموعوں میں اکثر مقامات پر مایوسی کا سامنا ہی کرنا پڑتا ہے اگرچہ کچھ مجموعوں میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے اس حوالے سے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا مرتبہ مجموعہ "خطوط اقبال" ایک قابل تحسین مثال ہے تاہم زیر جائزا مجموعے میں اس حوالے سے کوئی خاطر خواہ اہتمام نہیں ملتا۔

مزید بر آں مرتب نے ہر خط کے خاتمے پر موجود لفظ "والسلام" عام طور پر حذف کر دیا ہے

متعدد مقامات پر خطوط میں موجود اردو اور فارسی کے اشعار کو بھی غلط نقل کیا گیا ہے علاوہ ازیں یہ کہ بعض الفاظ وعبارات میں ترمیم و اضافہ کر دیا گیا ہے ترتیب و تدوین کے ضمن میں جس غایت درجہ کی محنت اور کاوش درکا ہوتی ہے۔ مرتب نے وہ نہیں کی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس مجموعے میں بہت سی اغلاط و تصروفات اور محذوفات در آئی ہیں جن کی وجہ سے خطوط کا متن مجروح ہوتا ہے۔

بہر حال مرقومہ بالا ان تمام تر فروگذاشتوں کے باوجود عبداللہ قریشی کے اس مجموعہ کی اہمیت کم نہیں ہوتی مجموعہ ہائے مکاتیب اقبال کا یہ اندوختہ مسودہ اگر مدون و مرتب نہ ہوتا تو ہم ایک نہایت بے بہا دولت سرمدی سے محروم رہ جاتے یا یہ بات بھی عین ممکن ہے کہ اس کا ایک معتدبہ حصہ گردش ایام کی دست برد کا شکار ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہو چکا ہوتا جواب وقف عام ہے بقول ڈاکٹر رحیم بخش شاہین۔

"مکاتیب اقبال بنام گرامی ایک ایسا صاف اور شفاف آئینہ بن گیا ہے جس میں علامہ اقبال اور مولانا گرامی کی شخصیتوں کے عکس بخوبی دیکھے جا سکتے ہیں"[۲۶]

بحثیت مجموعی یہ مجموعہ مکاتیب اقبال بنام گرامی اس لیے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اس سے علامہ اقبال کے تصورات ،فنون اور تخلیقی و فنی شاعری کے رموز سے ان کی واقفیت کا اظہار ہوتا ہے نیز شاعری کے ایک اعلیٰ نقاد کی حیثیت سے بھی ان کا مقام و مرتبہ متعین ہے

حوالہ جات

۱۔ شعرائے پنجاب، صفحہ ۲۹ ماہنامہ مخزن لاہور، گرامی نمبر اگست ۱۹۲۷ء ص ۶

۲۔ عبداللہ قریشی محمد (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی اقبال اکادمی پاکستان کراچی طبع اول اپریل ۱۹۶۹ء ص ۳۱۔

۳۔ ایضاً

۴۔ عبدالمجید سالک، ذکر اقبال، بزم اقبال، لاہور، ۱۹۵۵ء ص ۸۵

۵۔ عبداللہ قریشی محمد (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی، اقبال اکادمی پاکستان، کراچی طبع اول اپریل ۱۹۶۹ء ص ل

۶۔ ایضاً (عنوان: عرض حال) ص ۱۰

۷۔ ایضاً ص ۱۰

۸۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیح مطالعہ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع سوم، ۲۰۱۰ ، ص ۲۵۱

۹۔ عبداللہ قریشی محمد (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی اقبال اکادمی پاکستان، کراچی، طبع اول اپریل ۱۹۶۹ء ص ۹۱

۱۰۔ ایضاً ص ۶۷

۱۱۔ ایضاً (تمہید و تعارف از غلام رسول مہر) ص ۳

۱۳۔ ایضاً ص ۱۲۰

۱۴۔ مظفر حسین برنی، سید، کلیات مکاتیب اقبال (جلد اول) اردو اکادمی ہلی، طبع اول ۱۹۹۲ء ص ۶۵۷

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۱۵۔ ایضاً ص۷۸۶

۱۶۔ ایضاً ص۳۳۲،۳۳۱

۱۷۔ عبداللہ قریشی محمد (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی اقبال اکادمی پاکستان کراچی طبع اول اپریل ۱۹۶۹ص ۱۵۴

۱۸۔ ایضاً ص۹۶

۱۹۔ ایضاً ص۹۷

۲۰۔ ایضاً ص۱۰۵

۲۱۔ مظفر حسین برنی، سید، کلیات مکاتیب اقبال (جلد اول) اردو اکادمی ہلی، طبع اول ۱۹۹۲ء ص۷۱۷

۲۲۔ ایضاً ص۳۶۸،۳۶۷

۲۳۔ ایضاً ص۲۱۱

۲۴۔ علی حیدر ملک، تبصرہ نئی کتابیں،" افکار کراچی، اپریل ۱۹۷۴ص ۷۱

۲۵۔ عبداللہ قریشی محمد (مرتب) مکاتیب اقبال بنام گرامی اقبال اکادمی پاکستان کراچی طبع اول اپریل ۱۹۶۹ص ۳۱

۲۶۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، محمد اقبال قریشی کی اقبال شناسی (غیر مطبوعہ مضمون ص۸